



Al-Wifaq Research Journal of Islamic Studies

Volume 5, Issue 1 (January - June 2022)

eISSN: 2709-8915, pISSN: 2709-8907

Journal DOI: <https://doi.org/10.55603/alwifaq>

Issue Doi: <https://doi.org/10.55603/alwifaq.v5i1>

Home Page: <https://alwifaqjournal.com/>

Journal QR Code



Article

ڈیوڈ بیناتر کے دلائل کا فلسفیانہ جواب

A Philosophical Answer to the Arguments of David Benatar

Authors

Farhad Ali¹
Dr. Ahmad Hassan¹

Affiliations

¹HITEC University, Texila, Pakistan.

Published

30 June 2022

Article DOI

<https://doi.org/10.55603/alwifaq.v5i1.u17>

QR Code



Citation

Farhad Ali, and Ahmad Hassan, Dr. "A Philosophical Answer to the Arguments of David Benatar" Al-Wifaq, June 2022, Vol.5, No.1, 279-298

Copyright Information:



[A Philosophical Answer to the Arguments of David Benatar](https://doi.org/10.55603/alwifaq.v5i1.u17) © June 2022 by Farhad Ali & Dr. Ahmad Hassan is licensed under [CC BY 4.0](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

Publisher Information:

Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science & Technology, Islamabad, Pakistan.

Indexing



ڈیوڈ بیناٹر کے دلائل کا فلسفیانہ جواب

A Philosophical Answer to the Arguments of David Benatar

*فرہاد علی

** ڈاکٹر احمد حسن

ABSTRACT

Declaring life to be the worst and consequently abandoning comforts and giving preference to non-existence over human existence is an ancient concept. The earliest traces of which were found in ancient Greek civilization. A glimpse of this concept is found in Christianity in the form of monasticism and in Buddhism in the method of attaining Nirvana. In modern times the term "Antinatalism" is used for this concept. The basic premise of this theory is that humanity must be eliminated from the world and that it is the responsibility of the people to abandon Procreation.

Many contemporary Western Thinkers have tried to revive this ideology by presenting it in a modern way. One of the leading thinkers is David Benatar, who in his book "Better Never to Have Been, The Harm of Coming into Existence" presented Hedonistic Theory, Desire Fulfillment Theory, and Objective List Theory to declare worldly life worse. Also, by comparing the advantages and disadvantages of existence and non-existence, it is claimed that every human being is harmed by being created and all forms of life are worse.

The purpose of this research paper is to provide a philosophical review and answer to these views. As a result of philosophical critique, this research leads to the conclusion that his arguments are flawed and weak, due to which non-existence has no superiority over human existence.

KEY WORDS:

Antinatalism, Existence, life, Non-Existence, Procreation, Harm.

تعارف اور ضرورت و اہمیت

حیاتِ دنیاوی کو بدترین قرار دینا اور اس کے نتیجے میں دنیاوی آسائشوں کو ترک کرنا نیز وجودِ انسانی پر عدمِ انسانی کو

* پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، ہائی ٹیک یونیورسٹی، ٹیکسلا

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، ہائی ٹیک یونیورسٹی ٹیکسلا

ترجیح دینا ایک قدیم تصور ہے، جس کے ابتدائی خدو خال قدیم یونانی تہذیب میں پائے جاتے تھے، علامہ شبلی نعمانیؒ کے بقول قتل اولاد کی سنگدلانہ رسم کی بنیادی دلیل یہ تھی کہ انسان اپنی اور اپنی اولاد کی جان کا مالک ہے لہذا انسان کے لیے اپنی اولاد کو قتل کرنا جائز ہے۔ اسی تصور کے نتیجے میں متعدد یونانی حکماء خود کشی کے جواز کے قائل بھی رہے ہیں¹۔ اس تصور کی ایک جھلک عیسائیت میں بصورتِ رہبانیت اور بدھ مت میں نروان کے حصول کے طریقہ کار میں پائی جاتی ہے۔ موجودہ دور میں اس تصور کے لیے "Antinatalism" کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اس نظریہ کی بنیادی سوچ اور فکر یہ ہے کہ پیدا ہونے کی نسبت انسان کا پیدا نہ ہونا بہتر ہے، وجود سے بہتر عدم اور حیات سے بہتر موت ہے، کسی انسان کو پیدا کر کے اس کو فائدہ پہنچانے کے بجائے نقصان سے دوچار کیا جاتا ہے لہذا دنیا سے انسانیت کا خاتمہ ہو جانا چاہیے، اور موجود افراد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عملِ پیدائش (Procreation) ترک کر دیں، موجودہ انسانوں کے پاس مزید انسان پیدا کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

عصر حاضر میں متعدد مغربی مفکرین نے اس قدیم تصور کو جدید انداز میں پیش کر کے اس نظریہ کے احیاء کی کوشش کی ہے۔ ان مفکرین میں سے ایک اہم نام David Benatar کا ہے جو ساؤتھ افریقہ کی یونیورسٹی آف کیپ ٹاؤن میں فلسفہ کے پروفیسر ہیں۔ موصوف نے اپنی کتاب "Better Never to Have Been: The Harm of Coming into Existence" میں حیاتِ دنیاوی کو بدتر قرار دینے کے لیے "Hedonistic Theory"، "Desire Fulfilment Theory"، "Objective List Theory" پیش کی ہیں نیز زندگی و عدم کے فوائد و نقصانات کے درمیان موازنہ کر کے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہر انسان کو پیدا کر کے نقصان سے دوچار کیا جاتا ہے لہذا زندگی کی تمام صورتیں بدتر ہیں۔

تحقیق کے بنیادی سوالات اور تحدید موضوع

David Benatar نے وجود پر عدم کو ترجیح دینے کے لیے جو فلسفیانہ دلائل پیش کیے ہیں ان کے مطالعہ سے مندرجہ ذیل سوال جنم لیتا ہے:

کیا "Hedonistic Theory"، "Desire Fulfilment Theory"، "Objective List Theory"؟

کی روشنی میں حیاتِ دنیاوی بدترین حیات ہے؟

جنم مخالف نظریہ ایک بہت وسیع موضوع ہے اور اس پر کافی علمی ذخیرہ وجود میں آچکا ہے، اس نظریہ کے مؤیدین اس نظریہ کے اثبات میں متعدد دلائل دیتے ہیں لیکن ہمارا یہ تحقیقی مقالہ David Benatar کی کتاب "Better Never to Have Been: The Harm of Coming into Existence" میں پیش کیے گئے فلسفیانہ نظریات کا جائزہ اور محض فلسفیانہ تردید تک موقوف رہے گا۔

سابقہ تحقیقات

انگریزی زبان میں اس موضوع پر بہت تحقیق کی جا رہی ہے اور اس کی تائید و تردید میں کافی علمی ذخیرہ منصفہ شہود پر آچکا ہے۔ موجودہ دور میں اس نظریہ کے قائلین میں ایک اہم نام "Théophile de Giraud" کا ہے، جو ایک سیکلین سکالر ہیں، موصوف نے 2006ء میں فرانسیسی زبان میں جنم مخالف نظریہ کے اثبات میں ایک کتاب "L'Art de guillotiner les procréateurs: Manifeste anti-nataliste" کے نام سے لکھی۔ مذکورہ کتاب کا شمار اس موضوع کی اہم کتابوں میں ہوتا ہے۔

عصر حاضر میں اس نظریہ کو ساؤتھ افریقہ کی کیپ ٹاؤن یونیورسٹی کے پروفیسر David Benatar نے پروان چڑھانے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے جو شعبہ فلسفہ کے سربراہ بھی ہیں، انہوں نے اس موضوع پر ایک کتاب "Better Never to Have Been: The Harm of Coming into Existence" لکھی ہے جس کو Oxford University Press نے شائع کیا ہے۔

"Possible Preferences and The Harm of Existence" کے عنوان سے ایک مقالہ Marc Larock نے University of St. Andrews میں پیش کیا اور اس مقالہ کی بدولت اپنی ایم فل کی ڈگری حاصل کی۔ اپنے مقالہ میں مارک نے مختلف دلائل سے دنیاوی زندگی کو بدترین قرار دیا۔

"Seana Valentine Shiffrin" لاس اینجلس کی یونیورسٹی آف کیلیفورنیا میں فلسفہ کی پروفیسر ہیں اور جنم مخالف نظریہ کی قائل ہیں، موصوفہ نے "Wrongful life, Procreative Responsibility, and The Significance of Harm" کے نام سے ایک تحقیقی مقالہ لکھ کر اس نظریہ کی تائید کی۔² دوسری طرف اس نظریہ کی تردید میں بھی متعدد کتابیں اور مقالہ جات لکھے جا چکے ہیں۔ ذیل میں ایسے تردیدی علمی ذخیرہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

David DeGrazia نے "Creation Ethics, Reproduction, Genetics and Quality of Life" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس کو آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے 2012ء میں شائع کیا۔ مصنف نے Benatar کے دلائل کا محققانہ جواب دیا ہے۔

"How Best to Prevent Future Persons From Suffering: A Reply to Benatar" کے نام سے ایک تحقیقی مقالہ "Brooke Alan Trisel" نے لکھا، جس میں David Benatar کا عمدہ جواب دیا گیا۔ اس مقالہ کو South African Journal of Philosophy نے 2012ء میں شائع کیا۔

Saul Smilansky نے "Life is Good" کے نام سے مقالہ لکھ کر David Benatar کے دلائل کا

محققانہ جواب دیا۔

David Boonin نے جنم مخالف نظریہ کی تردید میں ایک مقالہ Batter to be کے نام سے لکھا۔ یہ تمام تر علمی ذخیرہ انگریزی اور فرانسیسی زبان میں ہے۔ اردو زبان اس حوالے سے تہی دامن ہے اور اب تک اس موضوع پر کوئی کتاب یا تحقیقی مقالہ سامنے نہیں آیا۔

David Benatar کے فلسفیانہ دلائل کا مطالعہ کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس نظریہ کی تعریف اور اس نظریہ کے آغاز و ارتقاء کے بارے میں آگاہی حاصل کر لی جائے، لہذا آئندہ سطور میں اس نظریہ کا مختصر تعارف اور ابتدائی وارتقائی مراحل پر گفتگو کی جائے گی۔

جنم مخالف نظریہ "Antinatalism" کا تعارف اور تاریخی ارتقاء

Masahiro Morioka جاپان کی Waseda University میں ہیومن سائنس کے پروفیسر ہیں، انہوں نے ایک مقالہ اس نظریہ کی تعریف و توضیح، اس نظریہ کے ارتقاء اور اس کی اقسام کی وضاحت کے بارے میں لکھا ہے³۔ مقالہ کا عنوان "What Is Antinatalism? Definition, History, and Categories" ہے۔

Masahiro Morio کی رائے میں "Antinatalism" کی تعریف ان الفاظ میں کی جاسکتی ہے:

"Antinatalism is the thought that all human beings or all sentient beings should not be born".⁴

"جنم مخالف نظریہ یہ ہے کہ تمام انسان نیز حس و ادراک کی صفت سے متصف کسی بھی مخلوق کی پیدائش نہیں ہونی چاہیے۔"

یہ ایک قدیم نظریہ ہے جس کے آغاز کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کرنا مشکل ہے، گو تم بدھ کی تعلیمات میں اس نظریہ کے ابتدائی خدوخال کا ثبوت ملتا ہے، بدھ ازم کے مطابق دنیا ایک بدتر مقام ہے جہاں مصائب، تکالیف، آلام اور پریشانیوں کی کثرت ہے، یہاں کے ہر انسان کا مقصد ان مصائب سے چھٹکارا پانا ہے، بدھ ازم کی اساس جن چار عظیم سچائیوں پر مبنی ہے ان میں دکھ اولین اور عظیم تر سچائی ہے، دیگر سچائیوں میں "خواہش، خواہش پر غلبہ پانے کی تدبیر اور خواہش پر حقیقت میں غلبہ پالینا" شامل ہے۔⁵ دکھ کی تفصیلات میں بڑھاپا، بیماری اور موت وغیرہ شامل ہیں اور چونکہ ان تمام کا سبب پیدائش ہے، پیدائش سے ہی یہ دکھ انسان کے ساتھ پیوست ہو جاتے ہیں، لہذا پیدائش کو بھی دکھ گردانا جاتا ہے۔⁶ ہری سنگھ گور اپنی کتاب "The Spirit of Buddhism" میں گو تم بدھ کے چند الفاظ کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

And in so stating the Law, Buddha was stating an elementary truth. It is desire or thirst for pleasure which is responsible births and perpetuation of the human species. If those desires can be effectively curbed, there

would be no births, and no deaths and in a very short time man will cease to be.⁷

”اس قانون کے ذریعہ گو تم بدھ ایک سچائی کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ خوشی کی خواہش ہی وہ اصل چیز ہے جو انسانی پیدائش اور نوع انسانی کی بقاء کی ذمہ دار ہے اگر اس انسانی خواہش کا خاتمہ کر دیا جائے تو کوئی پیدا ہو گا اور نہ ہی کسی کی موت ہوگی اور بہت مختصر وقت میں انسانیت کے وجود کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔“

بدھ ازم میں دکھ سے خلاصہ و نجات کا جو طریقہ متعارف کرایا گیا ہے اس کو ”نروان“ کہتے ہیں۔ ”نروان“ کے حصول کو بدھ مذہب کا نصب العین قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ Historical Dictionary of Buddhism میں اس تصور کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے:

The term comes from a root that means to blow or to cover, suggesting the extinction of a flame by the use of breath or smothering it. The achievement of Nirvana in early Buddhism represents the end of suffering, Desire, Causation, and rebirth.⁸

”مادہ اصلی کے اعتبار سے اس لفظ کے معنی، پردہ ڈالنا، ڈھانپنا، اڑانا اور سانس کو استعمال کر کے یا سانس کو روک کر تکلیف کے احساس کو ختم کرنا ہے، بدھ ازم کی اصطلاح کے مطابق اس لفظ کے معنی مصائب و تکالیف، خواہش اور دوبارہ پیدا ہونے سے آزادی حاصل کرنا ہے۔“

اسی طرح اس نظریہ کے ابتدائی خدوخال قدیم یونانی تہذیب میں بھی پائے جاتے تھے، قدیم یونانی لٹریچر میں ایسی تحریرات ملتی ہیں جن کا مدعا عدم کو وجود سے بہتر قرار دینا تھا مثلاً Masahiro Morioka نے ایک قدیم یونانی تحریر کو اس طرح نقل کیا ہے:

Never to be born is the best story. But when one has come to the light of day second-best is to leave and go back quick as you can back where you came from.⁹

”بہترین امر یہ ہے کہ انسان پیدا نہ ہو، اور اگر بالفرض کوئی انسان پیدا ہو ہی گیا تو دوسرے درجہ کی بہتری یہ ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو انسان اس جگہ لوٹ جائے جہاں سے انسان کی آمد ہوئی تھی۔“

مندرجہ بالا تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات دنیاوی کو بدتر سمجھنا ایک قدیم تصور ہے جو مختلف مذاہب میں مختلف عنوانات سے پایا جاتا رہا ہے۔ اب ہم اپنی بحث کا رخ اس مقالہ کے اساسی موضوع کی طرف پھیرتے ہیں کہ موجودہ دور میں David Benatar نے کن دلائل کی بنیاد پر دنیاوی حیات کو بدترین قرار دیا؟

ڈیوڈ بیناتار (David Benatar) کے دلائل

David Benatar نے اپنے نظریہ کے اثبات اور حیات دنیاوی کو بدتر قرار دینے کے لیے متعدد دلائل دیئے ہیں۔ دنیاوی زندگی کے بارے میں ڈیوڈ نے تین مختلف نظریات پیش کیے ہیں اور ان نظریات کے تناظر میں انسانی زندگی کے متعلق یہ دعویٰ کیا کہ انسانی زندگی بری اور بدتر ہے۔ وہ تین نظریات مندرجہ ذیل ہیں:

Hedonistic Theory

اس نظریہ کے مطابق زندگی کے اچھا یا برا ہونے کا دار و مدار ذہن کی مثبت یا منفی حالات پر ہے یعنی زندگی کی قدر و قیمت پر کھنے کا معیار اور پیمانہ ذہنی سکون اور درد ہے۔ بنیادی طور پر ذہن کی تین کیفیات ہو سکتی ہیں:

Negative Status •

Positive Status •

Neutral Status •

Negative Status (منفی ذہنی کیفیت) میں ذہنی تکلیف، درد، شرم، غضب، اضطراب، تناؤ، خوف، حزن، غم، مایوسی، تنہائی، احساس کمتری، احساس محرومی وغیرہ شامل ہیں۔

Positive Status (مثبت ذہنی کیفیت) دو طرح سے منقسم ہیں:

اول: کسی منفی ذہنی صورت حال سے راحت پانا، مثلاً سرد درد سے آرام پانا، غضب میں کمی، تناؤ کا خاتمہ، پریشانی اور خوف کا ختم ہو جانا وغیرہ۔

دوم: مثبت ذہنی کیفیات کی دوسری صورت یہ ہے کہ انسان اپنے حواس سے خوشیاں حاصل کرتا ہے اور یہ خوشیاں انسانی ذہنی تسکین و فرحت کا باعث بنتی ہیں مثلاً حواسہ کصارت سے خوش کن مناظر دیکھنا، خوش الحان آوازوں کی سماعت، مسکور کن خوشبو سونگھنا وغیرہ۔ اس دوسری صورت میں وہ کیفیات بھی شامل ہیں جو انسان حواس سے ہٹ کر غیر حسی اعضاء سے حاصل کرتا ہے مثلاً خوشی و محبت وغیرہ۔

کچھ خوشیاں ایسی ہوتی ہیں جو دونوں طرح کی خوشیوں کی آمیزش رکھتی ہیں مثلاً بھوک کی حالت میں مرغن و لذیذ کھانے کا حصول ذہن انسانی کو بھوک کی شدید تکلیف سے نجات و چھٹکارا فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ انسان کی قوتِ ذوق (چکھنے کی حس) کے ذریعہ ایک مزید خوشی و راحت بھی فراہم کر رہی ہے، اور اگر بھوک کی شدت کی حالت میں کھانا میسر تو ہو لیکن وہ کھانا لذیذ نہ ہو تو صرف ایک راحت یعنی بھوک سے نجات و چھٹکارا تو ملے گا لیکن قوتِ ذوق کی تسکین و راحت کا سامان میسر نہیں ہوگا۔

Neutral Status (غیر جانبدارانہ ذہنی کیفیت) انسانی ذہن کی وہ کیفیات ہیں جو منفی و مثبت کیفیات سے خالی

David Benatar کے مطابق ہماری زندگی کی امتیازی خصوصیت یہی منفی ذہنی کیفیات ہیں، مثلاً وہ منفی ذہنی کیفیات جو روزانہ کی بنیاد پر انسان کو پیش آتی ہیں ان میں بھوک پیاس اور پھر ان کی وجہ سے آنتوں اور مثانہ کی تکلیف پیدا ہونا، تھکاؤ، تناؤ، سردی اور گرمی کا احساس وغیرہ۔ اربوں انسانوں کے لیے یہ تکلیف دائمی ہیں یا کم از کم ان میں سے کچھ تکلیف دائمی ہیں اور وہ بھوک دور نہیں کر پاتے، سردی سے بچاؤ اور حفاظت کا سامان نہیں کر پاتے۔ اور جو لوگ ان حالات اور ان ذہنی کیفیات سے بچنے کے لیے کچھ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں وہ بھی بروقت یا مکمل طور پر حفاظتی تدابیر اختیار نہیں کر پاتے اور ان ذہنی تکلیف کا کسی حد تک سامنا ان لوگوں کو بھی کرنا پڑتا ہے۔ یہ منفی کیفیات ہماری روزمرہ زندگی میں شامل ہیں، یہی منفی کیفیات جب دائمی صورت حال اختیار کر لیتی ہیں تو مزید تکلیف کا سبب بن جاتی ہیں۔

اس کے علاوہ انسانی زندگی میں وہ تکلیف بھی ہیں جن کا ادراک و احساس عمومی طور پر ہر فرد کو نہیں ہوتا بلکہ چند افراد ہی ان کا سامنا کرتے ہیں جن میں الرجبی، سردرد، مایوسی، جلن، نزلہ، زکام، ماہواری میں درد، جسمانی عدم اطمینان، ایڈز کی تباہ کاریاں، کینسر اور اس طرح کی دیگر جان لیوا بیماریاں شامل ہیں۔¹⁰

Desire Fulfilment Theory (خواہشات کی تکمیل کا نظریہ)

زندگی کے معیار کو جانچنے کا یہ طریقہ خواہشات کی تکمیل کے نظریہ (Desire Fulfilment Theory) کے مطابق زندگی کے معیار کو جانچتا ہے، اس نظریہ کے مطابق وہی زندگی بہتر ہو سکتی ہے جس میں لا تعداد اور آن گنت خواہشات پوری ہوں۔

David Benatar کہتا ہے ہماری زندگی کی بہت کم خواہشات پوری ہوتی ہیں جبکہ ایسی خواہشات کی کثرت ہے جو پوری نہیں ہوتیں اور حسرتوں میں ڈھل جاتی ہیں۔ ہماری زندگی میں جس چیز کی کمی محسوس ہوتی ہے تو وہ چیز فوری طور پر نہیں ملتی بلکہ اس خواہش کی تکمیل سے پہلے مایوسی کا ایک لمبا عرصہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ عقلی طور پر ایسا ممکن ہے کہ خواہش پیدا ہوتے ہی خواہش کی تکمیل ہو جائے لیکن دنیا جس عمل کا تجربہ و مشاہدہ کر رہی ہے وہ اس کے برعکس ہے۔ اور جب ایک خواہش کی تکمیل ہو جاتی ہے تو یہ تکمیل بھی عارضی اور سریع الزوال ہوتی ہے۔ بسا اوقات خواہشات پایہ تکمیل تک پہنچتی ہی نہیں ہیں، مثلاً ایک شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ آزاد زندگی گزارے لیکن وہ قید کے دوران ہی ظلم و تشدد سے مر جاتا ہے۔ کوئی ذہانت کا طالب ہوتا ہے لیکن کبھی بھی حاصل نہیں کر پاتا۔ کوئی خوبصورتی کا خواہش مند ہوتا ہے لیکن پیدا انٹی طور پر ایسی بد صورتی کا حامل ہوتا ہے جس کا کوئی مداوا نہیں کیا جاسکتا۔ ڈیوڈ کہتا ہے انسان کی خواہشات میں حاصل شدہ اشیاء کے تحفظ اور بقاء کی خواہشات بھی ہوتی ہیں اور یہ ایسی خواہشات ہیں جن کی تکمیل جلد اور سریع ہونی چاہیے لیکن کڑوا سچ یہ ہے کہ ان خواہشات کی تکمیل بھی نہیں ہوتی ہے، مثلاً ایک انسان کی خواہش ہوتی ہے

کہ وہ اپنی صحت و جوانی کو برقرار رکھے لیکن بہت جلد ہی چہرے پر جھریاں پڑ جاتی ہیں، بال سفید ہو جاتے ہیں یا گر جاتے ہیں، کمر جھک جاتی ہے اور جوڑ درد کرنے لگ جاتے ہیں، مینائی ماند پڑ جاتی ہے۔ انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ مرے نہیں، اس کی زندگی فنانہ ہو لیکن اس کہ یہ خواہش ناکام و خاکستر رہتی ہے اور ہر انسان اپنے آباء و اجداد، پیاروں اور والدین کی موت کو دیکھتا ہے۔

ڈیوڈ کے بقول خواہشات کی تکمیل دو طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے ہو سکتی ہے:

اول یہ کہ ایک شخص نے جس چیز کی بھی خواہش کی ہو وہ پوری ہو چکی ہو۔

دوم یہ کہ انسان صرف وہی خواہشات رکھے جو آئندہ پوری ہونے والی ہوں۔

پہلے طریقہ میں عموم ہے کہ ہر خواہش پوری ہو جبکہ دوسرے طریقہ میں مخصوص ہے کہ انسان صرف وہی خواہش اپنائے جس کے بارے میں مستقبل میں پورا ہونے کا گمان ہو لہذا ایسی خواہشات اپنائی ہی نہیں جائیں گی جن کے پورے ہونے کا کوئی امکان نہ ہو گا۔ ڈیوڈ کے الفاظ ہیں:

(a) Having fulfilled whatever desires one has, or

(b) having only those desires that will be fulfilled.¹¹

ڈیوڈ کہتا ہے (Desire Fulfilment Theory) خواہشات کی تکمیل کے نظریہ کے مطابق بہتر زندگی وہی ہے جس میں خواہشات کی تکمیل کے پہلے طریقہ کے مطابق ہماری خواہشات کی تکمیل ہو یعنی ہماری لامحدود و آن گنت خواہشات کی تکمیل ہوئی ہو جبکہ درحقیقت ہماری خواہشات کی تکمیل، تکمیل خواہشات کے دوسرے طریقہ کے مطابق ہوتی ہے، ہم لامحدود خواہشات اپناتے ہی نہیں ہیں اور ہماری خواہشات محدود ہوتی ہیں۔

Objective List Theory

اس نظریہ کے مطابق زندگی کے معیار کا تعین کچھ اشیاء پر کیا جاتا ہے، کچھ اشیاء بہر حال ہمارے لیے بری ہیں اس سے قطع نظر کہ وہ کسی صورت حال میں حصول خوشی کا سبب بھی ہوں، اور اس سے بھی قطع نظر کہ ہم ان کی خواہش رکھتے ہیں یا نہیں۔ اور کچھ اشیاء بہر حال بری ہیں چاہے وہ تکلیف کا سبب بنیں یا نہ بنیں اور چاہے ہم ان کی خواہش کریں یا نہ کریں۔ اول الذکر اشیاء کو ”Good Objectives“ جبکہ مؤخر الذکر اشیاء کو ”Bad Objectives“ قرار دیا جاتا ہے۔ انسان کے لیے اچھی اور بری اشیاء کی قطعی و یقینی فہرست مرتب کر لینے کے بعد اس بات کا مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ کسی انسان کی زندگی میں اچھی اور بری فہرست میں سے کس نوع کی اشیاء کا حصول کس قدر ہے اور پھر اس مشاہدہ کے پیش نظر زندگی کی قدر و قیمت کا تعین کر لیا جاتا ہے۔

معاشرتی طبقاتی تقسیم کی وجہ سے ہر معاشرہ کے اچھے اور برے مقاصد کی فہرست باہم مختلف ہوتی ہیں مثلاً ایک غریب معاشرے کے افراد کے اچھے مقاصد میں دو وقت کا کھانا، سر ڈھانپنے کے لیے چھت اور ستر پوشی کے لیے کپڑا

اور علاج معالجہ کی سہولیات وغیرہ بنیادی اشیاء شامل ہوتی ہیں جبکہ امیر و دولت مند معاشرے کے اچھے مقاصد میں سیر و تفریح کے بہترین مواقع، صنعت و حرفت کے مواقع، گاڑی کا حصول وغیرہ اشیاء شامل ہوتی ہیں۔

David Benatar اس نظریہ کی روشنی میں جب کسی انسان کی زندگی کی قدر و قیمت طے کرتا ہے تو اس کا طریقہ کار اس فرد کی زندگی کا اسی معاشرے کے افراد کے لیے مرتب کردہ اچھے مقاصد کی فہرست کی روشنی میں اندازہ لگانا نہیں ہوتا بلکہ تمام انسانیت کے لیے اچھے مقاصد کی مرتب کردہ فہرست کی روشنی میں خاص انسان کی زندگی کو پرکھتا ہے اور اس کے نتیجہ میں زندگی کو کم قیمت اور برا تصور کرتا ہے۔

David Benatar مثال دیتا ہے کہ ہمارے معاشرہ میں عام طور پر کوئی انسان 250 سال کی عمر نہیں پاتا۔ اس لیے اگر کوئی فرد 250 کی عمر کو نہیں پہنچتا اور اس سے پہلے مر جاتا ہے تو موت کے فطری غم و الم سے قطع نظر اس موت کو اس تناظر میں نہیں دیکھا جاتا کہ 250 سال سے پہلے مر جانے کی وجہ سے اس کی زندگی بری ٹھہری، یعنی 250 سال زندگی پانا ہمارے معاشرے کے اچھے مقاصد کی فہرست میں شامل نہیں ہے، لیکن اس کے برعکس 40 سال کی عمر میں مر جانے کو اکثر افراد برا تصور کریں گے۔ 40 سال کی عمر میں موت کو برا تصور کیا جاتا ہے (اس لیے کہ ہماری اوسط عمر 70 برس ہے اور 70 برس تک زندگی پانا ہمارے اچھے مقاصد کی فہرست میں شامل ہے) تو 250 سال کی عمر میں موت کو برا تصور کیوں نہیں کیا جاتا؟ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم اپنے حالات اور گرد و پیش کو دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں اور ہماری قوت فیصلہ ماحول سے متاثر ہوتی ہے، جس چیز کا حصول ہمارے لیے ممکن نہیں ہوتا اور وہ ہماری پہنچ سے باہر ہوتی ہے ہم اس چیز کو اپنی زندگی کے لیے اہم اور اچھا تصور ہی نہیں کرتے۔¹²

نتیجہ

ان تینوں نظریات سے David Benatar یہ نتائج اخذ کرتا ہے کہ مندرجہ ذیل دو باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے:

- How good a person's life actually is, and
- how good it is thought to be.¹³

"اول: کسی انسان کی زندگی حقیقت میں کس قدر خوشگوار اور بہترین ہے، اور

دوم: انسان کی زندگی کو کس قدر خوشگوار سمجھا جاتا ہے۔"

یہ تینوں نظریات یہ بتاتے ہیں کہ انسان کی زندگی جس قدر بری سمجھی جاتی ہے اس سے بھی کہیں زیادہ بری ہے، زندگی کو اچھا، خوشگوار اور خوبصورت سمجھنے کی وجہ محض انسانی نفسیات ہیں، کیونکہ انسانی نفسیات بتاتی ہیں کہ انسان اپنی زندگی کا موازنہ اپنے ہی زمانہ کے دیگر افراد کے ساتھ کرتا ہے جبکہ دیگر افراد کی زندگیاں بھی پُر آفات ہیں تو اس کو اپنی زندگی اچھی محسوس ہوتی ہے، نیز انسان اپنے ماحول اور ارد گرد سے مطابقت اختیار کر لیتا ہے جس کی وجہ سے زندگی کے

مصائب و آلام سہل و آسان ہو جاتے ہیں، کسی بھی انسانی زندگی کا حقیقی تجربہ ہمیں یہ نتیجہ فراہم کرتا ہے اور ان تینوں نظریات کی روشنی میں ہم یہ فیصلہ کرنے کی بہتر پوزیشن میں ہیں کہ اس قسم کی مصائب، آلام، تکالیف اور دکھوں سے بھرپور زندگی کا آغاز کرنا کسی بھی طور پر بہتر نہیں ہوگا۔

Hedonism پر تنقید و تبصرہ

David Benatar کے اس استدلال کے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ اکثر اوقات انسان اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں دیتا کہ وہ مثبت ذہنی کیفیت میں مبتلا ہے یا منفی ذہنی کیفیت کا شکار ہے، اور اگر اس طرف توجہ دی جائے تو زیادہ تر اوقات مثبت ذہنی کیفیت کے ہی ہوتے ہیں۔ ایسے اوقات کم ہی ہوتے ہیں جب انسان سردی یا گرمی کی اذیت برداشت کر رہا ہو، اکثر اوقات تو ایسے ہی ہوتے ہیں کہ نہ شدید سردی کا احساس ہوتا ہے نہ شدید گرمی کا۔ اسی طرح ایسے اوقات کم ہی ہوں گے جب انسان شدید بھوک یا شدید پیاس برداشت کر رہا ہو اکثر اوقات تو انسان اطمینان کی کیفیت ہی محسوس کرتا ہے۔

پروفیسر DeGrazia کہتے ہیں اگر میں اپنے بارے میں بات کروں تو میری کیفیت یہ ہوتی ہے کہ اکثر اوقات سردی یا گرمی محسوس کرنے کی طرف میں توجہ ہی نہیں دیتا۔ اور اگر اس معاملہ کی طرف باقاعدہ توجہ دی جائے تو یہی محسوس ہوگا کہ نہ زیادہ سردی ہوتی ہے نہ زیادہ گرمی۔¹⁴

اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ Hedonism ہی انسانی زندگی کی قدر و قیمت متعین کرنے کا اصل معیار ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ احساسات اور ذہنی کیفیات کا مشاہدہ کرنا بہت زیادہ اہمیت نہیں رکھتا ہے۔ اس لیے کہ مثال کے طور پر جن لوگوں کی بنیادی ضروریات زندگی بالعموم پوری ہوتی ہیں تو وہ خود کو عمدہ اور بہتر محسوس کرتے ہیں۔ ایک انسان اپنے آپ کو معمولی ذہنی منفی کیفیات کی موجودگی میں بھی بہتر اور عمدہ تصور کر سکتا ہے، اور ایسا اس وقت ممکن ہوگا جب یہ شخص اس منفی ذہنی کیفیت کو زیادہ اہمیت نہ دے بلکہ نظر انداز کر دے، ایسا بالخصوص اس وقت ہوتا ہے جب ایک شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کی زندگی مجموعی طور پر بہتر گزر رہی ہے اور اس کی زندگی کے زیادہ اہمیت کے حامل معاملات بہتر اور درست طور پر رواں دواں ہیں تو معمولی بے چینی بے اطمینانی نظر انداز ہو جاتی ہے اور ان منفی ذہنی کیفیات کی موجودگی کے باوجود وہ شخص عمدہ اور بہتر محسوس کرتا ہے۔¹⁵

اور اگر کوئی شخص ذہنی کیفیات کو ہی اہمیت دیتا ہو تو وہ ان منفی ذہنی کیفیات کو بھی مثبت انداز میں دیکھ سکتا ہے۔ یعنی اگر ان منفی ذہنی کیفیات کو دیکھنے کا زاویہ تبدیل کر لیا جائے تو یہ منفی ذہنی کیفیات زندگی کی قدر و قیمت میں کوئی کمی ثابت نہیں کرتیں۔ مثلاً ایک شخص کچھ بھوک محسوس کرتا ہے جو منفی ذہنی کیفیت ہے لیکن وہ اس منفی کیفیت کو اس طرح مثبت تصور کر سکتا ہے کہ وہ یہ سوچ اپنالے کہ یہ بھوک برداشت کرنا اس کے وزن میں کمی کا سبب بن رہا ہے۔

یوں ہر انسان اپنی ہر منفی ذہنی کیفیت کو کسی نہ کسی طرح مثبت انداز سے دیکھ سکتا ہے، اب توجہ انسانی احساسات سے منحرف ہو کر انسان کے رویہ اور نقطہ نظر ”Attitudes“ کی طرف منتقل ہو جائے گی یعنی اگر کوئی شخص منفی ذہنی کیفیات کی موجودگی کو نظر انداز کرتا ہے اور ان کو سرے سے خاطر میں ہی نہیں لاتا یا وہ ان منفی ذہنی کیفیات کو زیادہ اہمیت و توجہ نہیں دیتا تو ایک طرف منفی ذہنی کیفیات کا وجود بھی ہو گا اور دوسری طرف زندگی کی قدر و قیمت بھی اعلیٰ و بلند ہوگی۔

ایک اہم غلطی David Benatar کے نظریات میں یہ ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے درد و الم بھی ذکر کیے ہیں جن کا ازالہ مختلف قسم کی خوشیاں فراہم کر کے کر دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مستقل طور پر بھوکا ہونا ایک بہت بری منفی ذہنی کیفیت ہے لیکن ایک عمدہ، لذیذ اور کافی مقدار میں کھانا میسر ہونے سے پہلے بھوکا ہونے کو برا کہنا ایک مشکل امر ہے، بھوک مٹانے کی امید اور پھر اس امید کے نتیجے میں حقیقت میں بھوک مٹالینا بہت زیادہ خوشگوار ہو سکتا ہے نسبت اس کے کہ بھرے ہوئے پیٹ کی حالت میں کھانا تناول کرنا۔ اس صورت میں بھوک کی حالت میں جو تکلیف برداشت کرنا پڑی اس تکلیف کا ازالہ عمدہ اور لذیذ کھانے سے کر دیا گیا اور خوشی کا احساس و ادراک اسی بھوک کی وجہ سے ممکن ہوا، اگر یہ بھوک نہ ہوتی تو شاید اس خوشی کا حصول ہی نہ ہوتا، یوں بھوک کی یہ تکلیف خوشی کے حصول کا سبب بن گئی، اب اس بھوک کو محض درد و الم اور تکلیف و مصیبت کے طور پر دیکھنا ایک غیر معقول طریقہ ہو گا۔

بعینہ اسی طرح معمولی مقدار کا درد و الم روزانہ کی بنیاد پر معمولی معمولی خوشیوں سے کالعدم کر دیا جاتا ہے اور ہم اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں دیتے، مثال کے طور پر باہر کا موسم ہماری خواہش کے برعکس کچھ گرم ہو تو اسی وقت ہمارے ارد گرد کا سبزہ ہمارے لیے خوشگوار فرحت کا باعث بنتا ہے اور اس فرحت و تسکین کا احساس اسی ہلکی پھلکی سی گرمی کی شدت و وحدت کی وجہ سے ہوتا ہے، اور یہ دونوں حالات اپنی صحیح جگہ اور وقت پر ہوتے ہیں۔

David Benatar کا دعویٰ کہ ہماری زندگیاں بری گزر رہی ہیں ایک مشاہداتی دعویٰ ہے اور اس دعویٰ کے ثبوت کے لیے تفصیل کے ساتھ زندگی کی تمام تر خوشیوں کو گننا چاہئے تھا اور پھر ان کا موازنہ و تقابل زندگی کے نقصانات کے ساتھ کرنا چاہئے تھا، لیکن یہ کام نہیں کیا گیا اور کوئی ایسی کوشش نہیں کی گئی جس میں زندگی کی خواہشات کی فہرست مرتب کی گئی ہو۔

Desire Fulfillment Theory پر تبصرہ و تنقید

David Benatar کی طرف سے بیان کردہ زندگی کی قدر و قیمت طے کرنے کا دوسرا طریقہ Desire Fulfillment نظریہ ہے۔ اس نظریہ کے مطابق ہماری زندگی کی بہتری کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہماری خواہشات کس حد تک پوری ہوتی ہیں۔ David Benatar نے اس نظریہ کی روشنی میں انسانی زندگی کے بارے میں جو خیالات

پیش کیے ہیں ان میں سے چند باتیں اختلاف کیے جانے کے لائق ہیں۔

اول یہ کہ خواہشات کے سلسلہ میں یہ بات قابل غور ہے کہ تمام خواہشات ایسی نہیں ہوتیں جن کو ایک ہی درجہ میں رکھا جائے بلکہ انسان کی کچھ خواہشات ایسی ہوتی ہیں جو اس کی زندگی میں بہت گہرا اور عمیق مقام رکھتی ہیں، کچھ خواہشات ایسی ہوتی ہیں جو درمیانی درجہ کی ہوتی ہیں، پھر کچھ خواہشات ان دونوں کی نسبت کم درجہ کی ہوتی ہیں۔ اگر خواہشات کی یہ درجہ بندی صحیح و تسلیم شدہ ہے تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ ایک شخص کی بہت ساری چھوٹی چھوٹی خواہشات ایسی ہوں جو لاحقہ ہوں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ بہت ساری خواہشات ایسی بھی ہوں جو اگرچہ خود اس انسان کی نظر میں زیادہ اہمیت کی حامل نہ ہوں لیکن دیگر انسانوں کی نظر میں اور تمام انسانوں کے خیالات و افکار کے مطابق وہ بہت اہمیت رکھتی ہوں، مثلاً خاندان بڑھانا، بڑھاپے میں صحت مندانہ زندگی گزارنا، عمدہ و شاندار مستقبل وغیرہ، اور اس شخص کی ایسی خواہشات حاصل شدہ ہوں۔

David Benatar نے Desire Fulfillment کے مطابق زندگی کا معیار اور قدر و قیمت طے کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ کوشش بھی ان کے مطلوبہ نتائج فراہم کرنے سے قاصر ہے۔ Desire Fulfillment کے مطابق ایک زندگی کا معیار اور قدر و قیمت طے کرنے کے لیے یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ ایک انسان کی کل امیدیں کتنی تھیں اور ان میں سے بالآخر کس قدر پوری ہوئی ہیں، David Benatar نے یہ کام معروف و مروج طریقہ کے مطابق سرانجام نہیں دیا، اور پوری کتاب میں ایسی کوئی کوشش نہیں کی گئی جس میں اس بات کا تجزیہ کیا گیا ہو کہ کوئی خاص شخص زندگی میں کس قدر امیدیں اپناتا ہے اور ان میں سے کس قدر امیدیں پوری ہوتی ہیں اور کتنی لاحقہ حاصل رہتی ہیں جو حسرت میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ اس کے بجائے David Benatar صرف یہ نتیجہ بیان کرتا ہے کہ بہت ساری امیدیں پوری نہیں ہوتیں۔

David Benatar کے بیان کردہ اس نتیجہ (ایک انسان کی زندگی میں امیدوں کی تسکین کے لمحات بہت کم ہوتے ہیں، اکثر لمحات عدم تسکین کے ہی ہوتے ہیں) میں اشکال یہ ہے کہ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ لاحقہ حاصل امیدوں کے مقابلے میں کس قدر امیدیں پوری ہوئیں؟

اس سوال کا حقیقی جواب تلاش کرنے کے لیے ہمیں اپنی زندگی پر مثبت انداز میں نظر ڈالنی ہوگی۔ اور وہ یوں کہ چونکہ ہم وہ اشیاء حاصل کر لیتے ہیں جن کی ہم امید کرتے ہیں لہذا یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ ہماری اکثر خواہشات اور امیدیں تسکین پا جاتی ہیں، مثلاً لاکھوں لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ اپنی فیملی کے ساتھ وقت گزاریں، اپنے دوستوں اور اعزہ و اقارب کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف ہوں، کہانیوں سے فرحت حاصل کریں، موسیقی سے محظوظ ہوں، عمدہ اور لذیذ غذا کھائیں، لوگ جنسی خواہشات کی تسکین کے آرزو مند ہوتے ہیں، اچھی ملازمت کے حصول کے خواہش

مند ہوتے ہیں اور یہ تمام خواہشات پوری ہو جاتی ہیں۔ یہ بات سچ ہے کہ بہت ساری خواہشات کی تسکین ہمیشہ جاری و ساری نہیں رہتی لیکن خواہش کی تسکین کا یہ خاتمہ ہی ایک دوسری خواہش کے پیدا ہونے کا ذریعہ و سبب ہوتا ہے اور نتیجتاً دوسری خواہش بھی پوری ہو جاتی ہے، اس دوسری خواہش کی تکمیل سے انسان کے نئے تعلقات قائم ہوتے ہیں، نئی جگہوں کی سیر کے مواقع میسر آتے ہیں۔ ہمیں یہ واضح نظر آ رہا ہے کہ اکثر افراد کا عمومی طریقہ امیدیں قائم کرنے اور پھر ان امیدوں کی تسکین کا ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم صرف یہ سوچنا شروع کر دیں ہماری امیدیں کیا کیا ہیں تو اس سوچ سے یہ نتیجہ اخذ ہو گا کہ روزانہ کی بنیاد پر ہماری لاکھوں امیدیں پوری ہوتی ہیں۔

یہ بات پہلے بیان کی جا چکی ہے کہ اس بات کا تعین کرنے میں کہ کسی شخص کی کس قدر خواہشات تسکین یافتہ ہیں اور کس قدر امیدیں لا حاصل رہیں اور تسکین کے مراحل سے نہ گزر سکیں کوئی خاص پیمانہ موجود نہیں ہے، اس بات کو طے کرنا ایک انتہائی مشکل امر ہے۔ یہ ایک عمیق مشاہدہ و تجربہ کا تقاضا کرتا ہے اور یہ بات بھی واضح ہے کہ David Benatar نے اس قسم کی کوئی تحقیق نہیں کی اور لوگوں کی خواہشات کا کوئی مشاہدہ و تجربہ نہیں کیا تاکہ اس تجربہ کو اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لیے بطور دلیل پیش کرے۔ ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ David Benatar نے اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لیے زندگی کی مثبت و منفی خصوصیات کی فہرست مرتب کرنے اور پھر ان کا باہم موازنہ کرنے میں ناکافی توجہ دی ہے۔

“Population, Consumption, and Procreation: نے Trevor Grant Hedberg
 “University of Ethical Implications for Humanity’s Future کے عنوان سے ایک مقالہ لکھ کر
 “Tennessee, Knoxville سے اپنی پی ایچ ڈی کے ڈگری حاصل کی ہے۔ Trevor Grant Hedberg نے
 David Benatar کی اسی بنیاد پر تردید کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

Since he is making an empirical argument, he needs to explain – in detail – all 69 of life’s goods and how they compare to all of life’s bads. Benatar has not undertaken this task: there is no serious effort to catalogue all the minor pleasures we routinely experience or grander pleasures and satisfactions ¹⁶

ڈاکٹر میر ولی الدین (1355ھ) جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن میں فلسفہ کے استاد تھے وہ اپنی کتاب "قنوطیت یعنی فلسفہ یاس" میں لکھتے ہیں:

"ظاہر ہے اس برہان کی ساری منطق اس امر کے ثابت کرنے پر قائم رہ سکتی ہے کہ درد و الم، لذت و خوشی سے زیادہ ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اس دعویٰ کو کس طرح ثابت کیا جاسکتا ہے؟ اگر یہ سائنٹیفک طور پر ناقابل ثبوت ہو تو پھر یہ ان کی ذاتی رائے ہوگی کہ دنیا میں درد و تکلیف زیادہ ہیں

لیکن ان کے مخالفین کی بھی یہ ذاتی رائے ہو سکتی ہے کہ بحیثیت مجموعی لطف و راحت کی مقدار زیادہ ہے اور معاملہ منطوق و استدلال اور سائنٹیفک اعداد و شمار کے دائرہ سے نکل کر محض شخصی رائے اور ذہنی کیفیت پر جا ٹھہرے گا۔" 17

ایک اور مقام پر وہ لکھتے ہیں:

"لذتی برہان کے دعویٰ کے تشفی بخش ثبوت کے لیے سائنٹیفک اعداد و شمار کے ذریعہ درد و الم کی زیادتی کا ثابت کیا جانا نہایت ضروری ہے۔ لیکن یہ کوشش ایک ناممکن سی چیز معلوم ہوتی ہے کیونکہ لذت و الم ذہنی حالات ہیں ان کا ذہنی تخمینہ ضروری طور پر غیر صحیح اور متغیر ہو گا، ذہنی تاثرات کی پیمائش ایک ناممکن سی چیز ہے، ہم لذت و الم کو گوشت یا ترکاری کی طرح ناپ تول نہیں سکتے اور نہ ہی کہہ سکتے ایک چار سیر ہے اور دوسرا پانچ سیر۔ اکثر حالات میں تو ہم تخمینہ طور پر بھی نہیں بتا سکتے کہ ایک خاص احساس دوسرے سے کم ہے یا زیادہ۔" 18

ایک اور اہم مسئلہ David Benatar کے دلائل میں یہ ہے کہ خواہشات کی تشخیص کا کوئی خاص طریقہ ممکن ہی نہیں، مثال کے طور پر ایک ناول کو مکمل کرنے کی خواہش۔ اس کو یوں بھی تصور کیا جاسکتا ہے کہ یہ ایک خواہش ہے اور اسی معاملہ کو یوں سمجھنا بھی ممکن ہے کہ ایک ناول کو مکمل کرنا اور اول تا آخر پڑھنا چھوٹی چھوٹی خواہشات کا ایک مرقع ہے، ہر باب کو پڑھنا ایک الگ خواہش متصور ہو۔ ان میں سے کون سا تصور ٹھیک ہے؟ اور حقیقت میں یہ کتنی امیدیں اور خواہشات ہیں؟ ہمارے پاس اس کا کوئی طریقہ موجود نہیں ہے جس کے ذریعہ کسی ایک بات کو ترجیح دی جائے، ان سوالات کا کوئی اطمینان بخش جواب ہمارے پاس نہیں ہے، اگر یہ بات ٹھیک ہے تو ہم تسکین یافتہ خواہشات اور عدم تسکین یافتہ خواہشات کی تعداد طے کر ہی نہیں سکتے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ David Benatar کا تسکین یافتہ خواہشات کا عدم تسکین یافتہ اور لا حاصل خواہشات کے ساتھ موازنہ کرنا کوئی قابل اعتماد نتیجہ نہیں دے سکتا اور پھر اس کے پیش نظر زندگی کی قدر و قیمت طے کرنے میں David Benatar کے طریقہ کار میں سقم اور کمزوری پیدا ہو جائے گی۔

Elizabeth Harman نے David Benatar کی طرف سے پیش کردہ تکالیف و مصائب پر یہ اعتراض کیا ہے کہ روزانہ کی بنیاد پر سامنا کی جانے والی معمولی تکالیف مثلاً بھوک، پیاس اور تھکاوٹ اور اس سے ملتی جلتی دیر معمولی اذیت دہ کیفیات برے تجربات Bad Experiences نہیں ہیں بلکہ کبھی تو یہ کیفیات بری اور اچھی صفت سے متصف ہی نہیں ہوتیں اور بعض اوقات یہ کیفیات بہتری کے وصف سے متصف ہوتی ہیں اس وجہ سے کہ عنقریب ان اذیت ناک کیفیات کا ازالہ ٹھنڈے اور تازہ مشروب، پرسکون نیند اور مرغن، عمدہ، لذیذ اور اشتہاء انگیز کھانے سے کر دیا

جائے گا۔ نیز بھوک، پیاس اور تھکاوٹ میں جس قدر شدت ہوگی اسی قدر پانی، کھانا اور آرام کی لذت کا احساس شدید تر ہوتا چلا جائے گا۔ ان کیفیات کے پیدا ہونے بغیر پانی، کھانے اور آرام کی چنداں حیثیت باقی نہیں رہے گی بلکہ تھکاوٹ کے پیش آئے بغیر بستر پر دراز ہونا یا تھکاوٹ کے ازالہ کے بعد محض وقت گزاری کے لیے بستر پر دراز رہنا بذاتِ خود تکلیف دہ امر بن جائے گا، اسی طرح پیاس کی شدت کی کیفیت میں ہی مشروبات کی حیثیت و وقعت ہوتی ہے اگر پیاس نہیں ہے تو مشروبات کی چنداں حیثیت نہیں ہے اور پیاس کی تسکین ہو جانے کے بعد بھی مشروب کی ضرورت باقی نہیں رہتی بلکہ پیاس کی تسکین کے بعد پانی پینا پیٹ پھولنے اور بار بار پیشاب کی حاجت پیدا ہونے کی تکلیف کا باعث ہو سکتا ہے، گویا آرام و سکون، کھانے و پینے اور دیگر انواعِ نعم سے حقیقی استفادہ تب ہی ممکن ہے جب یہ چھوٹی چھوٹی تکالیف موجود ہوں جو انسان میں ان نعمتوں کی طلب پیدا کریں، حقیقت میں بھوک، پیاس اور تھکاوٹ اس لیے ہوتی ہے تاکہ اس کی وجہ سے ہمارے اندر ان نعمتوں کی طلب پیدا ہو جائے اور یہ تکلیف دہ کیفیات ان نعمتوں کے حصول کی طرف راہنمائی کرنے کا ذریعہ ہوتی ہیں۔¹⁹

حاصل کلام یہ کہ زندگی کی قدر و قیمت طے کرنے والے نظریہ کا جائزہ لیا جائے تو یہ ثابت نہیں ہوتا کہ لوگ اپنی زندگی کی قدر و قیمت طے کرنے میں اور اپنی زندگی کی بہتری کا اندازہ لگانے میں اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور غلط اندازے قائم کر رہے ہیں۔

Objective List Theory پر تبصرہ و تنقید

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ Objective list theory کے مطابق انسانی زندگی کی قدر و قیمت کا انحصار ان اشیاء کے حصول پر ہے جو انسانی زندگی کے Good Objectives (بہتر مقاصد) کی فہرست میں شامل ہیں اور اگر ان اشیاء کا حصول نہیں پایا جا رہا بلکہ Bad Objectives (برے مقاصد) کی فہرست کی اشیاء انسانی زندگی میں پائی جا رہی ہیں تو انسانی زندگی بدتر ہوگی۔

Good Objectives اور Bad Objectives کی فہرست مرتب کرتے وقت تمام انسانیت کو سامنے رکھا جاتا ہے، یعنی جب کسی چیز کو انسانی زندگی کا Good Objective اور کسی دوسری چیز کو انسانی زندگی کا Bad Objective قرار دیا جاتا ہے تو کسی خاص شخص کے احوال کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ نہیں کیا جاتا بلکہ یہ فیصلہ کرنے میں تمام انسانیت کو سامنے رکھا جاتا ہے، ایک قابلِ اعتماد Good Objectives کی فہرست میں گہرے ذاتی تعلقات، آزاد زندگی گزارنا، سمجھ بوجھ اور فہم و فراست، تعلیم و صحت، خوشی و مالداری وغیرہ لازمی طور پر شامل ہوں گے۔ Objective List Theories کے پیش نظر انسانی زندگی کے Good Objectives کی جتنی فہارس حکماء و فلاسفہ کی طرف سے مرتب کی گئی ہیں اور ان فہارس میں جن جن اشیاء کو شامل کیا گیا ہے ان کو دیکھ کر ہر شخص باآسانی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس کی

زندگی کا معیار کس قدر بہتر ہے، اگر ان فہارس کو سامنے رکھ کر کسی بھی انسانی زندگی کا مطالعہ و مشاہدہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اکثر انسانوں کو Good Objectives میں شامل اشیاء کی کثیر تعداد و مقدار حاصل ہے اور اس وجہ سے انسانی زندگی کی معیار کی بہتری کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے۔

لیکن ان فہارس پر David Benatar کا اعتراض یہ ہے کہ جب یہ فہارس تمام انسانوں کو سامنے رکھ کر مرتب کی جاتی ہیں اور تمام انسانوں کے احوال کو مد نظر رکھتے ہوئے چند اشیاء کو انسان کے Good Objectives میں شامل کر لیا جاتا ہے اور چند دیگر اشیاء کو انسان کے Bad Objective میں شامل کر لیا جاتا ہے حالانکہ اس بات کا امکان موجود ہوتا ہے کہ جس چیز کو Good Objectives میں شامل کیا ہے وہ کسی خاص انسان کے لیے کسی خاص حالت میں ڈکھ اور درد فراہم کرنے کا سبب بن جائے اور اسی طرح اس بات کا بھی امکان ہوتا ہے کہ جس چیز کو Bad Objective میں شامل کیا ہے وہ کسی خاص انسان کی زندگی میں کسی خاص وقت میں خوشی کا سبب بن جائے۔ ان فہارس کی ترتیب میں ان امکانات کو یکسر نظر انداز کر لیا جاتا ہے اور جو اشیاء Good Objectives کی فہرست میں شامل کر دی جاتی ہیں وہ ہمیشہ اچھی، بہتر ”Good“ متصور کی جاتی ہیں اور جو اشیاء ایک مرتبہ Bad Objective میں شامل کر دی جاتی ہیں تو وہ ہمیشہ بد ”Bad“ متصور ہوتی ہیں۔ تمام انسانیت کو سامنے رکھ کر Good Objectives اور Bad Objective کی فہرست مرتب کرنے میں یہ مسئلہ درپیش ہوتا ہے کہ یہ فہارس انسانی زندگی کے معیار اور قدر و قیمت کا تعین تمام انسانیت کے لیے مرتب کردہ Good Objectives اور Bad Objective کی فہرست کی روشنی میں کرتی ہیں اور انسان کے ذاتی Good Objectives اور Bad Objective پیش نظر نہیں رکھے جاتے، یعنی اس بات کی طرف کوئی التفات نہیں کیا جاتا کہ جس چیز کو Good Objectives کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے یہ خاص انسان ذاتی طور پر اس چیز کو اچھا سمجھتا ہے یا نہیں۔ اسی طرح اس بات کو بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ جس چیز کو Bad Objective کی فہرست میں داخل کیا گیا ہے یہ انسان ذاتی طور پر اس چیز کو بُرا سمجھتا ہے یا نہیں اور یہ چیز اس کے لیے نقصان دہ ہو سکتی ہے یا نہیں۔ ان تصورات سے قطع نظر عمومی حکم لگا کر کچھ اشیاء کو تمام انسانوں کے لیے بہتر اور اچھا جبکہ کچھ دیگر اشیاء کو تمام انسانوں کے لیے بد اور برا قرار دے دیا جاتا ہے۔

مختصر الفاظ میں تمام انسانیت کو سامنے رکھ کر مرتب کی جانے والی فہارس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان فہارس میں شامل کی جانے والی اشیاء انسان کی خود کو ماحول کے دیگر افراد کے ساتھ موازنہ کرنے کی فطرت و جبلت سے متاثر ہوں گی اور انسان اپنی زندگی کے اچھے و برے مقاصد کی فہرست میں وہی اشیاء شامل کرے گا جن کی کمپانی معاشرہ کے دیگر افراد کی زندگی میں محسوس کرے گا، بھوک و افلاس سے دوچار معاشرہ کا فرد اپنی زندگی کے اچھے مقاصد میں دو وقت کی روٹی جبکہ امیر معاشرہ کا فرد اپنی زندگی کے اچھے مقاصد کی فہرست میں دوسری یا تیسری فیکٹری و کارخانہ شامل

کرے گا، یوں انسان اپنی زندگی کی بہتری کے لیے جو معیار مقرر کرتا ہے وہ یہی ہے اور حقیقی بہتر معیار سے بہت کم درجہ کا ہوتا ہے۔

DeGrazia کا کہنا ہے کہ ان فہارس پر David Benatar کے اعتراضات مضبوط اعتراضات ہیں، اور یہ بات قطعی غلط ہے کہ ایک خاص چیز کو کسی انسان کی زندگی کے لیے محض اس وجہ سے اچھا یا برا قرار دیا جائے کہ بہت سارے لوگ اس چیز کو اچھا یا برا تصور کرتے ہیں، لیکن اچھے یا برے مقاصد کی فہرست مرتب کرتے وقت یہ غلطی و توقع پذیر ہونے کے باوجود ہم کلی طور پر ان فہارس کو رد نہیں کر سکتے اس لیے کہ ہر فہرست میں چند ایسے نقطہ ہائے نظر شامل ہوتے ہیں جن کی بنا پر یہ بات طے کی جاسکتی ہے کہ ایک انسان کی زندگی میں بہتر کیا ہے اور بُرا بد کیا ہے۔

یہ فہارس لازمی طور پر اس نقطہ نظر پر مرتب ہوتی ہیں کہ انسان کس قسم کی مخلوق ہے اور جو فہرست ایسی ہو جس میں آزادی و حریت، کامیابی و کامرانی، حسن و جمال کی فراوانی، گہرے ذاتی تعلقات، صحت و تعلیم اور تفریح وغیرہ شامل ہوں۔ ایسی فہرست انسان کو مناسب و بہتر انداز میں سمجھ کر مرتب کی جاتی ہے کہ انسان ایسی مخلوق ہے جو آزادی، کامیابی و کامرانی کو پسند کرنے والا، مقصد کا تعاقب کرنے والا، خوبصورتی کی تعریف پسند کرنے والا، اور تفریح کو پسند کرنے والا ہے۔ چونکہ یہ تمام فہرستیں انسان کو بہتر و مناسب انداز میں سمجھ کر مرتب کی جاتی ہیں لہذا David Benatar کی طرف سے ان فہارس پر یہ اعتراض کہ تمام انسانیت کو مد نظر رکھ کر جو فہرست مرتب کی جائے گی اُس کی بنا پر انسانی زندگی کی بہتری کا معیار بہت کم درجہ کا ہو گا ایک غیر معقول اعتراض ہے اور یہ اعتراض ہمیں اس بات پر قائل نہیں کرتا کہ ہم تمام انسانیت کو سامنے رکھ کر فہرست مرتب کرنے کے بجائے خاص انسان کو مد نظر رکھ کر فہرست مرتب کریں اور پھر اُس فہرست کو دیکھ کر انسانی زندگی کے متعلق اچھے یا بُرے ہونے کا فیصلہ کریں۔

خلاصہ بحث

حیات دنیاوی کو برا قرار دینا اور اس کے نتیجے میں وجود انسانی کے بجائے عدم انسانی کو راجح قرار دینا ایک قدیم تصور ہے، اس تصور کے ابتدائی خدوخال قدیم یونانی تہذیب اور بدھ ازم میں پائے جاتے ہیں۔ موجودہ دور میں اس نظریہ کے لیے "Antinatalism" کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ عصر حاضر میں اس نظریہ کے قائلین میں ایک اہم نام David Benatar کا ہے، جنہوں نے اس موضوع پر شہرہ آفاق کتاب "Better Never to Have Been: The Harm of Coming into Existence" لکھی ہے۔ موصوف نے حیات دنیاوی کو بدترین قرار دینے کے لیے مختلف دلائل دیئے ہیں جن میں سے Hedonistic Theory, Desire Fulfillment Theory, اور Objective List Theory قابل ذکر ہیں۔ David Benatar کے دلائل کا تجزیہ کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مصنف کے دلائل اپنا مدعا ثابت کرنے سے قاصر ہیں۔ اس لیے کہ ان نظریات کی روشنی میں عدم کو وجود پر راجح قرار

دینے کے لیے ضروری ہے کہ زندگی کے تمام تر فوائد و نقصانات شمار کیے جائیں اور پھر طے کیا جائے کہ فوائد و نقصانات میں سے کس کا وقوع زیادہ ہے جبکہ انسان کی دسترس میں کسی ایک انسان کی زندگی کے تمام تر فوائد و نقصانات شمار کرنے کا کوئی پیمانہ موجود نہیں ہے چاہے تمام انسانوں کی زندگیوں کے فوائد و نقصانات کا احاطہ کیا جاسکے۔

Desire Fulfillment Theory کے مطابق ایک زندگی کا معیار طے کرنے کے لیے یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ ایک انسان کی کل امیدیں کتنی تھیں اور ان میں سے بالآخر کس قدر پوری ہوئیں، David Benatar نے پوری کتاب میں ایسی کوئی کوشش نہیں کی گئی جس میں اس بات کا تجزیہ کیا گیا ہو کہ کوئی خاص شخص زندگی میں کس قدر امیدیں اپناتا ہے اور ان میں سے کس قدر امیدیں پوری ہوتی ہیں اور کتنی لا حاصل رہتی ہیں۔

نتائج بحث

David Benatar کے نظریات کا تنقیدی و تحقیقی مطالعہ کرنے سے ہماری تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ David Benatar کے دلائل ناقص و کمزور ہیں اور اپنا مدعا ثابت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔

Objective List Theory اور Desire fulfillment Theory، Hedonistic theory کی روشنی میں وجود انسانی اور عدم انسانی میں سے ایک کو رائج اور دوسرے کو مرجوح قرار دینے کے لیے ایک انسان کی زندگی میں پائے جانے والے تمام غموم و ہوموم، مصائب و آلام اور تمام خوشیاں، کامیابیاں، مسرتیں گننا ضروری ہے جبکہ مصائب و آلام، غموم و ہوموم اور کامیابیاں، مسرتیں، خوشیاں شمار کرنے اور ماپنے و جانچنے کا کوئی ترازو انسان کے پاس موجود نہیں۔ لہذا عدم کو وجود انسانی پر رائج قرار دینا ممکن نہیں۔

حواشی و حوالہ جات

- 1۔ شبلی نعمانی، مولانا، الکلام، المعارف، اعظم گڑھ، 1341ھ، ص 153
2. Shiffrin, Seana Valentine. "Wrongful Life, Procreative, Responsibility, and the Significance of Harm, Legal Theory", Vol. 5, No. 2, June 1999, pp. 117 - 148
DOI: <https://doi.org/10.1017/S1352325299052015>
- 3۔ Masahiro Morioka جاپان کے ایک اہم فلسفی ہیں اور جاپان کی Waseda University کے شعبہ اخلاقیات اور فلسفہ کے پروفیسر ہیں، علاوہ ازیں موصوف دو مجلات Journal of Philosophy of Life اور Eudios Journal of Asian and International Bioethics کے ایڈیٹر کے فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں۔
Retrieved from: https://en.wikipedia.org/wiki/Masahiro_Morioka Oct 1st 2021
4. Morioka, Masahiro. "What Is Antinatalism? Definition, History, and Categories", The Review of Life Studies, Vol. 12 (May 2021), p. 2
5. Morrish, Ivor. "The Thoughtful Guide to Religion", Pentagon press, New Delhi, India, 2007, p. 140
6. More, Lewis. "Encyclopedia of World Religion", Translation by Sadia Jawad and Yasir Jawad, Al-Matba al Arabia, Lahore, 2003, p. 225

7. Gour, Hari Singh. *"The Spirit of Buddhism"*, Lal Chand and Sons, Calcutta, India, N.d. p. 287
8. Olson, Carl. *"Historical Dictionary of Buddhism"*, The Scarecrow Press, Toronto, 2009, p. 179
9. Morioka, *"What Is Antinatalism?"*, p. 5
10. Benatar, David, *"Better Never to Have Been: The Harm of Coming into Existence"*, Oxford University Press, 2005, p. 70-73
11. Benatar, *"Better Never to Have Been..."* p. 80
12. Ibid, p. 81
13. Ibid, p. 87
14. DeGrazia, *"Is it Wrong to Impose the Harms of Human Life? A Reply to Benatar"*, Springer Science + Business Media, B.V., 2010, p. 325
15. Ibid.
16. Hedberg, Trevor Grant. *"Population, Consumption, and Procreation: Ethical Implications for Humanity's Future"* A Doctoral Dissertation at University of Tennessee, Knoxville, 2017, p. 82.
https://trace.tennessee.edu/cgi/viewcontent.cgi?article=5844&context=utk_graddiss
- 17۔ ولی الدین، میر، ڈاکٹر، قنوطیت یعنی فلسفہ یاس، حیدرآباد دکن، انڈیا، 1355ھ، ص 62
<https://www.rekhta.org/ebooks/qunutiyat-yani-falsafa-e-yas-meer-valiuddin-ebooks?lang=ur>
- 18۔ محولہ بالا
- 19 Harman, Elizabeth. *"Critical Study: David Benatar. Better Never to Have Been"*, NOUS, Vol. 43, No. 4, 2009, p. 783. <https://www.princeton.edu/~eharman/Benatar.pdf>